سخن ہائے گفتنی

حق و باطل کی رزم آرائی ابتدائے آفرینش سے ہے اور ابد تک رہے گی، قرآن وحدیث سے یہی ثابت ہے۔ ایک طرف تو بنی نوع انسان کو امتحان کی غرض سے آزادی واختیار دیا گیا تو دوسری طرف شیطان اور اس کی ذریات کو بھی کچھ کارگذاری کی مہلت دی گئی۔ قرآن کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ خالق و مالک کائنات نے جن وانس کو خیر وشر کے ساتھ دنیا میں بھیجا ہے۔ ان کی ہدایت ورہنمائی کے لئے ہر دور میں انبیاءؑ مبعوث فرمائے جاتے رہے جو لوگوں کو اللہ واحد کی خالص بندگی کی طرف بلاتے اور شیطان کے راستے پر چلنے سے روکتے تھے۔ اللہ کی بندگی اور شکر گذاری کا ذوق رکھنے والے انبیاءؑ کی دعوت پر لبیک کہہ کر دنیا وآخرت کی فلاح کے حقدار بنے جبکہ شر پسندی اور گمراہی کا مزاج رکھنے والوں پر شیطان کی وسوسہ اندازی اور اکساہٹ مؤثر رہی۔ اس طرح خیر وشر اور حق و باطل کی دوراہیں ہر دور میں کھلی رہیں اور انسان کو اختیار دیا گیا کہ دونوں میں سے جو راہ بھی چاہے اختیار کر لے، (الدھر:۳)، البتہ اسے دونوں راستوں کے انجام سے انبیاءؑ کے ذریعے آگاہ کیا جاتا رہا۔ آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت ختم ہوا، ان کے ذریعے سے ایمان کی دعوت کو قبول کرنے والوں کی سیرت وکردار کی تربیت ہوئی اور بالآخر ہجرت وقتال کے مراحل کے بعد حق کو باطل پر غلبہ حاصل ہوا، لیکن افسوس کہ خیر القرون کے بعد ہی تاریخ نے پھر کروٹ بدلی اور بگاڑ وزوال شروع ہوا اور مختلف ادوار ومراحل سے گذرتا ہوا بتدریج اپنی انتہا کو پہنچ گیا، یہاں تک کہ آج بے شمار فرقے بن گئے ہیں جنہوں نے کفر وشرک اور قبر پرستی ہی کو دین بنالیا ہے۔ یہ بھی اللہ کا فضل وکرم ہے کہ کفر وشرک اور بدعات کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں پھر شمع ہدایت روشن ہوئی، دعوت حق پوری آب وتاب کے ساتھ اٹھی اور تائید غیبی سے نہ صرف ملک کے گوشے گوشے میں بلکہ بیرون ملک بھی پہنچ گئی۔

اب یہ اہم بات قابل توجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان کی اس عظیم نعمت سے نوازا تو لازم ہے کہ ہم اس کی قدر کریں اور پورے اخلاص کے ساتھ زندگی کے آخری لمحے تک اپنے رب کی شکر گذاری، اطاعت وفرمانبرداری کا حق ادا کریں، جیسا کہ حکم دیا گیا ہے، **و لا تموتن الا و انتم مسلمون** (آل عمران:۱۰۲) ''تمہیں موت بھی آئے تو مسلم ہونے کی ہی حالت میں''۔ اور اللہ کے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''تین باتیں جس میں ہوں گی وہ ان کے ذریعے ایمان کا ذائقہ پالے گا!، پہلی بات یہ کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اُسے سب سے زیادہ ہو، دوسرے یہ کہ جس کسی سے محبت کرے محض اللہ ہی کے لئے کرے، اور تیسری بات یہ کہ جب اللہ نے اسے ایمان کی توفیق دی ہے تو کفر میں واپس لوٹنا اُسے اتنا ہی ناگوار ہو جتنا آگ میں ڈالا جانا'' (بخاری و مسلم۔ کتاب الایمان)۔

آج تمام فرقوں اور مسالک سے کٹ کر اللہ کے دین کے لئے جمع ہونے والوں کی اس اجتماعیت کا یہی عملی تقاضہ ہے کہ کفر و شرک سے پاک ایمان کے ساتھ زندگی کے تمام معاملات میں قرآن وحدیث سے مکمل وابستگی ہو اور اللہ کے سچے دین اسلام کی کھل کر دعوت دی جائے۔ اس کے برعکس کیسے بد بخت ہیں وہ لوگ جو شیطان کا شکار ہوئے اور ڈاکٹر عثمانیؒ کی وفات کے بعد ہی پٹری سے اتر گئے اور پھر پٹری بدلتے ہی چلے گئے!۔ ان کا تو حال یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے بجائے مختلف شخصیات بالخصوص احمد بن حنبل سے محبت میں اتنا آگے بڑھے کہ اپنے محبوب امام کو بچانے کے لئے ہر اصول وضابطے کو پامال کرتے چلے گئے اور دینداری چھوڑ کر سیاسی انداز اختیار کرلیا۔ چنانچہ کچھ عرصے قبل انتہائی ناشائستہ بلکہ لچر انداز بیان پر مشتمل کتاب ''توبوا الی اللہ قسط دوم'' شائع کر کے علم و دیانت کے بجائے فریب کاری اور مکاری کے اپنے تمام سابقہ ریکارڈ خود ہی توڑ ڈالے!۔ ان کے اشکالات واعتراضات کا جواب تو پہلے بھی واتقوا اللہ میں دیا جاتا رہا ہے، مگر ان کے اس نئے ''شیطانی کارنامے'' کو کوئی اہمیت و وقعت دینا ضروری نہ سمجھا گیا تھا کیونکہ دین کا مثبت کام کرنے والوں کے راستے میں شیطان کے کارندے ہمیشہ کسی نہ کسی شکل میں رکاوٹیں ڈالتے ہی رہے ہیں۔ لیکن جب کچھ مضامین اس حوالے سے موصول ہوئے تو افادۂ عام کی غرض سے انہیں شائع کیا جارہا ہے تاکہ سنجیدہ فکر رکھنے والے افراد کے سامنے ان کی مغالطہ آرائیوں کی وضاحت ہو جائے، ان کی منافقت اور دورنگی اور بھی واضح ہو کر سامنے آجائے اور اہل علم و تحقیق کے سامنے ان معاملات کے کچھ اور گوشے بھی بے نقاب ہو جائیں۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا و ھب لنا من لدنک رحمۃ ج انک انت الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طاغوت کے اولیا

..................قسط نمبر ۲..................

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو زمین پر بھیجنے سے پہلے ہی اس کے لئے سامانِ زیست کا مکمل اہتمام فرمادیا۔ مالک الملک نے انسان پر بے شمار اور ان گنت احسانات فرمائے جن کا شمار ممکن نہیں چنانچہ فرمایا: **وان تعدو نعمت اللہ لا تحصوھا** (ابراھیم: ۳۴) ''اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو کرنہ سکو گے''۔ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ایمان واسلام ہے، جس پر دنیا اور آخرت کی فلاح کا دارومدار ہے۔ اس عظیم القدر نعمت کا مقصد بندے کا اپنے رب سے حقیقی تعلق قائم کرنا اور اسے صحیح خطوط پر استوار رکھنا ہے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے اس نے بے شمار انبیاءؑ مبعوث فرمائے جنہوں نے انسانوں کی ہدایت اور ان کی تعلیم وتربیت اور تزکیہ نفس کی کماحقہ کوشش کی اور یہ سلسلہ جسے سلسلۃ الذہب کہنا عین مناسب ہے، نبی آخرالزماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا اور یوں تکمیلِ دین اور اتمامِ نعمت کا منصوبہ الٰہی مکمل ہوا، ارشاد فرمایا: **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً** (المائدہ: ۳) ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا''۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے دور میں اس کے بہترین ثمرات ظاہر ہوئے۔ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بموجب تین بہترین ادوار گذرے جبکہ صحیح معنوں میں شیطان کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوسکی، وار ہوتے رہے مگر اس پر ہی لوٹا دیئے گئے۔ البتہ ان ادوار کے گذرنے کے بعد زوال اور انحطاط شروع ہوا اور پھر شیطان کو موقع ملا وہ بھی اُسی راستے سے جو ہر دور میں بگاڑ کا سبب بنا، یعنی ہر دور کی برائی کی جڑ مردہ پرستی کا راستہ اس امت میں بھی ڈھونڈ نکالا گیا۔ اس بگاڑ کی اصل الاصل حیات وسماع فی القبر کے گمراہ کن اور باطل نظریہ کی خوشنما انداز میں داغ بیل ڈالی گئی اور وہ اس طرح کہ مرنے والے سے عالم برزخ میں ہونے والے سوال و جواب کو آڑ بنا کر اس جسدِ

عنصری میں روح لوٹائے جانے، اس کے زندہ ہو جانے، سننے سنانے کے عقیدے کو پھر سے رائج کیا گیا اور اس پر ایمان لانے اور عقیدہ بنانے کی تلقین اور تبلیغ کی گئی۔ چنانچہ اس امت کی سر برآوردہ اور قد آور تیسری صدی کی مشہور شخصیت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

و الایمان بمنکر و نکیر و عذاب القبر و الایمان بملک الموت یقبض الارواح ثم ترد فی الاجساد فی القبور فیسالون عن الا یمان و التوحید (طبقات حنابلة و غیرها)

"منکر ونکیر، عذاب قبر، ملک الموت کے ارواح کو قبض کرنے پھر ارواح کے قبروں میں جسموں کی طرف لوٹائے جانے پر ایمان لانا ضروری ہے، اور اس پر بھی کہ قبر میں ایمان وتوحید کے بارے میں سوال ہوتا ہے۔"

قرآن وحدیث کے صریحاً خلاف اس عقیدے کے جواز اور اثبات کے لئے اس کے ماننے والوں کی طرف سے صحیح احادیث کے غلط معنی وتشریح کی جاتی رہی ہے اور منکر وموضوع روایات کو بطور دلیل و حجت کے پیش کیا جاتا رہا ہے، اس سلسلے میں اظہار حق اور اصلاح احوال کی غرض سے قرآن و حدیث کے نا قابل تردید حوالہ جات سے صحیح عقیدہ پیش کیا گیا، اللہ تعالیٰ کے وقار کو ترجیح دیتے ہوئے بڑے بڑے ناموں اور قد آور شخصیات کا لحاظ کئے بغیر ان کی گرفت کی گئی اور امام احمد بن حنبل کے باطل عقیدے کو یکسر مسترد کر دیا گیا۔ اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اللہ کے دین کو ماننے والے، اسلام کا دم بھرنے والے قرآن وحدیث سے اپنی وابستگی ثابت کرتے اور شخصیات کی مذموم عقیدت کے قلادے کاٹ ڈالتے، مگر ایسا نہ کیا گیا بلکہ اپنے طرز عمل سے انھوں نے ثابت کیا کہ دین اسلام سے ان کا تعلق، قرآن وحدیث سے ان کی وابستگی محض برائے نام ہے اور وہ بھی درحقیقت گذشتہ امتوں کے لوگوں کی طرح نامور شخصیات کے گرویدہ اور ان کے دام تزویر میں گرفتار ہیں بلکہ انہی کے عقیدت مند اور انہی کے قدم بقدم بالشت بہ بالشت پیروکار ہیں۔ چونکہ یہ اپنے آپ کو دین کا بہی خواہ اور ٹھیکیدار سمجھتے ہیں ان کو کب گوارا ہو سکتا ہے کہ ان کے باطل عقیدے پر ضرب لگے اور ان کے پیشواؤں، ان کے مقتداؤں کی گرفت کی جائے۔ چنانچہ ان کی طرف سے بڑے ہی شدید ردعمل کا اظہار ہوتا رہا ہے۔ حیات وسماع فی القبر

کے مشرکانہ عقائد کے تحفظ اور احمد بن حنبل اور دیگر شخصیات کے دفاع میں اولاً تو صحیح احادیث کے اُن معنوں اور غلط تشریح پر اصرار کیا گیا کہ جن سے حیات وسماع فی القبر کے عقائد کو کشید کیا جاسکے اور منکر و موضوع روایات کی صحت ثابت کرنے کے لئے فن دینداری سے کام لیا گیا اور پھر پوری شدومد سے اپنے اور اپنے امام احمد بن حنبل کے عقیدے کا اثبات واقرار کیا گیا۔ مگر جب ان کی ایک ایک بات کا جواب قرآن وحدیث اور مسلمہ اصولوں کے مطابق دے دیا گیا تو اب شخصیات کی عقیدت مندی میں غلو نے انہیں بڑا ہی عجیب وغریب رویہ اختیار کرنے پر مجبور کردیا ہے۔ کہتے ہیں ہمارا اور ہمارے امام احمد بن حنبل کا عقیدہ تو بلاشبہ یہی ہے مگر ان کے عقیدے کے لئے بطور حوالہ اور ثبوت پیش کی گئی عبارت ان سے ثابت نہیں۔ اب کون انہیں سمجھائے کہ جب تم خود اسی عقیدے کو اپنا اور اپنے امام کا عقیدہ مانتے ہو تو پھر ان کی اس عبارت سے متعلق ثبوت کا مطالبہ کرنا یا اس کے غیر ثابت ہونے کا دعویٰ کرنا غیر منطقی اور مضحکہ خیز ہے۔ بہرحال احقاق حق کے لئے ان کی اس بات کا جواب بھی دے دیا گیا کہ احمد بن حنبل نے اس بات کو کہ ''مرنے کے بعد جسم میں روح لوٹائے جانے پر ایمان لانا ضروری ہے'' اپنے خط بنام مسدد بن مسرھد میں پیش کیا ہے۔ اور اس خط کے متعلق امام احمد بن حنبل کے مشہور اور انتہائی قریبی شاگرد ابوالحسن میمونی نے گواہی دی ہے کہ انہوں نے مسدد بن مسرھد کو خط لکھا اور بھیجا ہے۔ (تهذيب التهذيب جلد ۱۰ صفحه ۱۰۸ سيراعلام النبلاء جلد ۱۰ صفحه ۵۹۲)۔ اس کے بعد اب پھر وہی باتیں دہرائی جانے لگی ہیں کہ ہمارے اور ہمارے امام کے عقیدے کے حق میں روایات موجود ہیں، امام احمد نے یہ عقیدہ روایات ہی کی بنیاد پر بنایا ہے، ہمارے عقیدے کی بنیاد بھی یہ روایات ہی ہیں۔ اس بات کا جواب یہ ہے کہ محض روایات کی موجودگی تو اس عقیدے کے جائز ہونے کی دلیل نہیں ہوسکتی۔ کون سا ایسا باطل فرقہ ہے جو اپنے حق میں روایات نہیں رکھتا؟ اصولی بات تو یہ ہے کہ وہی روایات قابل قبول ہونگی جو قرآن و حدیث کے مطابق اور مسلمہ اصولوں کی کسوٹی پر صحیح ثابت ہوتی ہوں۔ اس کے برعکس قرآن وحدیث سے بے نیاز ہوکر ہر قسم کی روایات کو عقیدے کی بنیاد ہرگز نہیں بنایا جاسکتا۔ حیات وسماع فی القبر کے عقیدے کے جواز کے لئے پیش کی جانے والی روایات تو قرآن کی محکم آیات سے براہ راست ٹکراتی ہیں اور صحیح احادیث کے بھی یکسر خلاف ہیں پھر بھی کہتے ہیں کہ اس عقیدہ حیات وسماع فی القبر کی دلیل میں بخاری